# مطبوعات

**AT HOME IN PAKISTAN** از محترمہ مریم جمیلہ - ناشر: محمد یوسف خاں اینڈ سنز ۴۹ / ۱۵ سنت نگر، لاہور ۱، پاکستان - انگریزی ٹائپ کی اچھی متوسط طباعت، دبیز آرٹ کارڈ کا رنگین سرورق، متن کے صفحات ۲۰۹ پر می فیس، اور تصاویر کے صفحات ۶ -

محترمہ مریم جمیلہ کبھی نومسلم تھی - مگر اب تو وہ اس منزل سے آگے نکل چکی ہیں معنوی لحاظ سے وہ نومسلم ہی ہیں، کیونکہ انہوں نے نہ تو یہاں کے ماحول کے بگاڑ کو کچھ اپنے اُوپر مسلط ہونے دیا ہے اور نہ اس سے بیزار اور بددل ہو کر فی نفسہ اسلام یا پاکستان کے لیے اپنی محبت کو کم کر سکی ہیں - یہ شانِ استقامت! اب ایک جنس کمیاب ہے - اسلام نام ہی " ایمان + استقامت " کا ہے -

مریم جمیلہ ایک عام خاتون نہیں، اعلیٰ درجہ کی مصنفہ ہیں اور اسلام کے متعلق مشرق و مغرب کی تصادم فکری روؤں کے علاوہ وہ خود مسلمانوں کے اندر اسلام اور ماڈرن ازم یا دلیبرٹینائزیشن کا بڑا غور رہیں مطالعہ رکھتی ہیں بلکہ اس پہلو سے ذہنی طور پر وہ پاکستان آنے سے پہلے ہی معلومات سے خاصی مسلح تھیں - اپنے فوق العام شعور کے سایہ میں جو کتابیں انہوں نے لکھی ہیں، افسوس ہے کہ یہ معاشرہ ان کی قدر نہ کر سکا، اور کسی بھی دوسری قابلِ قدر شے کی کما حقہ کہاں قدر ہوئی - نتیجہ وہ دردناک حالات ہیں جن سے ہم گذر رہے ہیں - علم اور دلیل اور ایمان کی راہ کے علاوہ جدھر چلو گے انجام بد ہوگا -

خیر یہ الگ قصہ ہے - مریم جمیلہ نے اب پاکستان میں اپنی ذاتی اور اب نجی اور ازدواجی

زندگی کو باب بہ باب دُنیا کے سامنے کھول کر رکھنا شروع کیا ہے۔ ترجمان ستمبر ۱۹۸۹ء میں ایک کتاب کا تعارف کرایا گیا تھا: MEMOIRS OF CHILDHOOD AND YOUTH۔ اس میں محترمہ مریم جمیلہ نے اس دردناک کش مکش کا مشاہدہ کرایا ہے جو شدید حیاپسندانہ اور خرافاتی مخلوط مجالس وتقاریب کی لایعنیات سے (قبل از قبولِ اسلام بھی) متنفر تھیں اور اسلام کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ اس کا یہ رجحان زور پکڑتا گیا۔ اِن حالات میں متضاد معاشرے سے شدید سماجی اور ذہنی کش مکش شروع ہوگئی۔ حتیٰ کہ والدین کی طرف سے بھی آزمائش شدید ہوگئی۔ کئی سال کی اس کش مکش مسلسل نے اسے نفسیاتی دارالعلاج تک پہنچایا۔ اس تجربے کے جلد ہی بعد میں انہوں نے پاکستان کا رُخ کیا۔ مولانا مودودیؒ کی میہمان بھی رہیں۔ پتوکی کے ایک خوشحال دینی گھرانے میں مولانا کے مشورے سے جا کے رہیں اور خوب گھل مل گئیں۔ اسی ابتدائی دور میں ایک وقفہ ایسا بھی آیا کہ ایک بار پھر مریم جمیلہ کو ڈاکٹر رشید چوہدری کے زیرِ علاج رہنا پڑا۔ وہاں سے خان یوسف خان سے رابطہ چلا جو نکاح پر منتج ہوا۔ اب وہ اس خاندان میں خوب گھُل مِل گئی ہیں اور خوش ہیں۔ پاکستان کی گھریلو زندگی کے بہت سے باریک پہلو، یہاں کے نام، یہاں کے کھانے، یہاں کی محبت ونفرت کے انداز، یہاں کی عام رسوم اور دینی شعائر سب کا بیان ہے۔ بہت سی ناگوار چیزوں کا بھی ذکر ہے اور کئی غم انگیز واقعات کا بھی۔ مگر کسی مقام پر ان چیزوں کے خلاف نفرت کا اظہار نہیں۔ کہیں پاکستان کو ناپسند کرنے کا اشارہ تک نہیں، بلکہ پُرزور طور پر کہا ہے کہ میں اب یہ جگہ چھوڑ کر مغربی ممالک میں جانا اور وہاں کے حالات کو دیکھنا بھی نہیں چاہتی۔

یہ ساری کہانی جس میں افسانے سے بڑھ کر دلچسپی محسوس ہوتی ہے، اُن خطوط پر مشتمل ہے جو محترمہ مریم جمیلہ نے اپنے والدین کو لکھے۔ یہ انگریزی انشاء ادب کا اچھا نمونہ ہیں، سلیس مؤثر زبان ہے۔

کاش کہ اس علمی و دینی شخصیت سے کوئی ادارہ کام لے سکتا، مثلاً رابطہ عالمِ اسلامی اس خدمتِ اسلام پر جو انگریزی میں تحقیقی لٹریچر کی صورت میں سامنے ہے، کوئی قدر افزائی کر سکتا۔